افادات جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحتہ اللہ علیہ مرتب: سید محمد کفیل بخاری

عید الفطر۔ صدقتہ الفطر

(فضائل، احکام، مسائل)

تمہید:۔

عید الفطر بھی دیگر عبادات و امتیازات دینیہ کی طرح ایک عظیم اسلامی شعار، ایک دور رس اخلاقی نصاب ایک مسنون تفریح اور قومی مسرت اور خوشی کا مبارک دن ہے، جسے دنیا داروں کے معمولات کے بالعکس اللہ تعالیٰ نے بجائے ایک تہوار کے عبادت کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے اس میں بہ قدر ضرورت تفریح کی آمیزش کر کے اسلام کی فوقیت و عظمت کو دوام بخش دیا ہے۔

ہر مرغوب و محبوب شئے کے حصول اور عزیز مقصد کے انجام پانے پر جب فطرۃً خوشی نصیب ہو تو دستور ہے کہ اس کے اظہار کی کوئی نہ کوئی صورت اور تدبیر ضرور اختیار کی جاتی ہے۔ اسلام نے بھی دین فطرت ہونے کی وجہ سے اس معصوم انسانی جذبہ کی پوری قدر کی اور دین فطرت کی قائل امت مرحومہ کی دلداری و عزت افزائی فرمائی۔ چنانچہ رمضان المبارک کے پاکیزہ اور پاک کن مہینے میں مختلف قسم کی شبانہ روز عبادت و ریاضت خوش اسلوبی سے تکمیل کرنے پر یکم شوال کے دن چند خاص اعمال پر مشتمل ایک مظاہرۂ مسرت و تفریح قانوناً مقرر کر دیا ہے۔

تحفہ عبودیت:۔

"اپنی عزت و وجاہت کے لئے نہیں بلکہ حصول اجر و ثواب کی نیت کے ساتھ سچے دل سے دیئے ہوئے عطیہ کو صدقہ کہتے ہیں۔ اور "فطر" کا معنی ہے ٹوٹنا، کھلنا، جدا ہونا، تو صدقتہ الفطر کا مطلب ہوا۔ ماہ صیام کے جدا ہونے، روزہ کا عمل ٹوٹنے نیز کھانے پینے اور میاں بیوی کے میل جول کی بندش کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص قلب سے پیش کیا ہوا "ہدیہ تشکر"

ہر چھوٹا بڑے کے لئے اور ہر ممنون اپنے محسن و مربی اور مرکز عقیدت تک کوئی تحفہ اور عطیہ کسی ذریعہ اور واسطہ کے ساتھ ہی پہنچانے جاتا ہے اور اس عمل کو اپنا فطری اور اخلاقی فرض اور موجب سعادت اور باعث خیر و برکت عمل یقین کرتا ہے۔ بعینہ اسی طرح فرمانبردار مخلوق جب خالق مطلق اور رب رحیم و کریم کے حضور اپنی بندگی اور توفیق عبادت و ریاضت کی نعمت نصیب ہونے پر اظہار سرور و فرحت کے لئے جبہ سائی کا ارادہ کرے تو فقراء و مساکین کا معروف طبقہ کہ جن لوگوں کی حالت عجز و احتیاج، پروردگار کو بڑی محبوب ہے۔ ان کو اپنا وکیل اور نمائندہ بنا کر بارگاہِ صمدیہ کے مناسب ہدیہ نیاز پیش کرنے پر فطرۃً اور قانوناً

مامور و مجبور ہو جاتی ہے۔ یہ حاصل ہے صدقۃ الفطر کی قانونی رسم اور شرعی ضابطہ کے اداء و تکمیل کا۔
خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں تا زندگی اس روحانی فصل بہار سے دل و دماغ اور جسم و جان کے لئے کسب فیض و نور کا موقع ملتا ہے۔ ورزقنا اللہ ابداً........ آمین۔ ! ہم سب کو اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنی چاہیے۔

زکواۃ اور صدقات واجبہ کا نصاب:

ہر آزاد، عاقل، بالغ مسلم جو گھریلو ضروریات کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے نقد روپیہ یا سونے یا اتنے وزن کے چاندی کے زیور یا اتنی قیمت کے سامان یا جائیداد یا تجارتی مال کا مالک ہو یا اس کے پاس موجود تمام اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے، یا پھر وہ بجائے چاندی کے ساڑھے سات تولے سونے یا اتنے وزن کے سونے کے زیورات کا مالک ہو تو اس پر زکواۃ کی طرح عید الفطر کے دن نماز فجر کا وقت آتے ہی صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ مگر اتنی مالیت پر زکواۃ کی طرح سال گذرا ہوا ہونا ضروری نہیں۔

صدقۂ فطر:

ہر میاں بیوی پر صرف اپنی ذات کی طرف سے اور اپنی بے مال غیر بالغ یا بالغ مگر مجنون اولاد نیز اپنے لونڈی غلام اور نوکر اور خادمہ وغیرہ کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے۔ مال دار بالغ اولاد اور باقی گھر والے اپنا صدقہ خود ادا کریں۔ البتہ ان کا وکیل بن کر صدقہ وزکواۃ وغیرہ ادا کر دینا درست ہے اور اگر کسی شخص نے بغیر ایک دوسرے کی اجازت کے ازخود ہی اس کی طرف سے دے دیا تو وہ "صدقہ نفلیہ" بن جائے گا اور اصل آدمی پر صدقۃ الفطر بدستور واجب رہے گا۔ اس کو مستقلاً ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت شریعت کے مطابق چونکہ اکثر احکام میں مرد کی طرح مستقل شخصیت و حیثیت کی مالک ہے۔ چنانچہ نقد اور غیر نقدی مال وغیرہ کے جمع اور خرچ میں اس کی ملکیت و حیثیت بھی مستقل ہے۔ لہذا اس پر صرف اپنی ذات کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے، اپنے شوہر اور اولاد کی طرف سے نہیں! اور اگر گھر میں صرف اس کے خاوند نے صدقہ ادا کیا تو اس سے عورت پر واجب شدہ صدقہ اداء نہیں ہو گا بلکہ اسے بہرحال اپنی زکواۃ و عشر اور قربانی کی طرح اپنا یہ صدقۃ الفطر بھی خود ہی براہ راست لازماً ادا، کرنا پڑے گا ورنہ وہ گناہگار ہو گی۔

صدقہ فطر میں پونے دو سیر گندم (احتیاطاً دو سیر) یا گندم کا آٹا یا ساڑھے تین سیر جو (احتیاطاً چار سیر) یا جو کا آٹا اور ستو یا ان کی قیمت حاضر نرخ کے مطابق دینا واجب ہے۔ فقراء کی ضرورت کے لحاظ سے نقد پیسے دینا اولیٰ اور بہتر ہے تا کہ وہ غریب خود بھی کچھ خرید کر عید کی خوشی میں براہ راست حصہ دار بن سکے۔

نماز عید سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا افضل اور مستحب ہے اور عید سے ایک دو روز قبل بھی اداء کرنا جائز ہے۔

صدقہ فطر کے مستحق..... غیر مستحق:

رشتہ داروں میں حقیقی دادا، دادی، ماں، باپ، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی میں سے

کسی کو صدقہ فطر اور زکواۃ دینا جائز نہیں۔ ایسے ہی شوہر بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ دیگر محتاج و مسکین عزیز و اقارب میں سے سوتیلے دادا، دادی، سوتیلے ماں، باپ، حقیقی چچا، چچی، پھوپھا، پھوپھی، ماموں، ممانی، خالو، خالہ، حقیقی بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، اپنے سسر، ساس، سالہ، سالی اور بہنوئی سب کو زکواۃ و عشر کی طرح صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔

سادات قریش کی پانچ شاخوں کو صدقہ فطر سمیت تمام صدقات واجبہ، زکواۃ و عشر دینا جائز نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق " تمام صدقات، محمد اور آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے حلال نہیں"۔ سادات بنو ہاشم کی پانچ شاخیں یہ ہیں۔ (۱) آلِ علی (۲) آلِ عباس (۳) آلِ جعفر (۴) آلِ عقیل (۵) آلِ حارث (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے سوتیلے چچا حارث بن عبد المطلب کی اولاد)

عید کے دن مسنون اعمال:۔

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا، (۴) حسب استطاعت کپڑے پہننا، (۵) خوشبو لگانا، (۶) صبح کو جلدی اٹھنا، (۷) عید گاہ میں جلدی جانا (۸) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (کھجور یا چھوارے کے طاق دانے کھانا مستحب ہے۔) (۹) نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا (بغیر عذر شہر کی مسجد میں نہ پڑھنا) (۱۱) ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۲) عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد عید الفطر میں آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا۔ (۱۳) سواری کے بغیر پیدل عید گاہ جانا۔

نماز عید کے احکام:۔

نماز عید کا وقت طلوع آفتاب یعنی اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ نماز عید سے قبل کوئی بھی نفل نماز گھر یا مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔ نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت۔ یہ خلافِ سنت اور بدعت ہے۔

طریقہ نماز:۔

دو رکعت نماز عید واجب مع چھے تکبیراتِ زائدہ کی نیت کر کے امام کے ساتھ پہلی تکبیر پر ہاتھ باندھ کر سبحانک اللھم آخر تک پڑھ لیں۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر پر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت پوری کرے گا۔

دوسری رکعت میں امام جب فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لے تو اس کے ساتھ تینوں تکبیرات میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع کر لیں۔ پھر باقی ارکان سمیت نماز پوری کر لیں۔ بعد از

نماز حسب دستور دعاء بھی مانگ لیں۔

خطبات عید:۔ نماز کے بعد عید کے دو خطبات سنت ہیں۔ انہیں خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔

جبری معانقہ و مصافحہ:۔ خطبہ کے بعد امام کو مصلّی سے ہٹ کر ایک طرف ہو جانا چاہیے تاکہ لوگ آسانی سے منتشر ہو جائیں۔ اسی طرح نمازیوں کا ایک دوسرے کو یا امام کو سلام اور مصافحہ و معانقہ کرنا اور عید کی مبارک باد دینا بھی ثابت نہیں۔ گردنیں پھلانگنا، جلدی اور تیزی سے لپکنا اور جبری معانقہ و مصافحہ، سلام اور مبارک باد دینے کی کوشش کرنا قطعاً غلط اور خلاف سنت اور بدعت ہے۔ اس غیر مسنون عمل سے بچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیے۔

فضائل رمضان

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاوَ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔

ف:۔ اس حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بددعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اول تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنا دی وہ ظاہر ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں، ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ درمنثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آمین کہو۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین، جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ **(افادہ از فضائل رمضان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ)**